OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:5, Issue: 2,July -Sept 2024
DOI:10.51665/al-duhaa.005.02.0271, PP: 11-20

خطیب بغدادی اور ان کی کتاب "تاریخِ بغداد" تعارف و منہج ایک تحقیقی مطالعہ

Khatib al-Baghdadi and His Book "Tarikh Baghdad "Introduction and Methodology, A Research Study

Published: 25-08-2024
Accepted: 15-07-2024
Received: 25-06-2024

Zia ullah
Islamic Scholar, Karkalla Baidrra Road, Mansehra
Email: ziarafiq55466@gmail.com

Muhammad Asif
Arabic teacher at GHS Lakhala, Abbottabad, KPK
Email: binghulam2018@gmail.com

Saad Shakoor
M.Phil Scholar , Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra, KPK
Email: molana11228@gmail.com

Abstract

The blessed hadiths and sayings of Prophet Muhammad (ﷺ) hold a fundamental position in Islam and Shari'ah, and they are among the essential legal proofs. The esteemed scholars of hadith have made invaluable contributions to preserving and propagating the sayings of the Prophet (ﷺ) through the various sciences of hadith. One of these sciences is the Illm e asma al- rijall (the science of names and biographies of narrators), which is dedicated to recording the history and biographies of the narrators of hadith. This science includes details such as the narrator's birth, name, lineage, homeland, piety, integrity, knowledge, virtue, intelligence, memory, and the strength or weakness of the narrator's reliability. Scholars of hadith over different periods have authored both extensive and concise works in this field. Initially, brief mentions of the narrators' biographies were recorded in books, but later, scholars and hadith masters paid greater attention to gathering detailed information about the narrators, leading to the writing of numerous works on the subject. One of the most renowned books in this field is "Tarikh Baghdad" by Al-Khatib al-Baghdadi (رحمہ اللہ). In this book, Al-Khatib al-Baghdadi provides detailed biographical accounts of the scholars of Baghdad. This work presents an introduction to Al-Khatib al-Baghdadi (رحمہ اللہ), an overview of his famous book, its significance, its methodology, and a discussion of the scholars whose biographies he has included. Below, InshaAllah, a detailed account of Tarikh Baghdad will be provided, keeping in mind the contents and contributions of the book

Keyword: *Khatib, Baghdadi, Tarikh, Baghdad, methodology*

CC BY

تعارف

احادیث مبارکہ اور فرامین رسول اللہ ﷺ کو دین اسلام اور شریعت مطہرہ میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور دلائل شرعیہ میں سے ہیں، محدثین کرام نے فرامین رسول اللہ ﷺ کی حفاظت اور نشر واشاعت کے لیے علوم الحدیث میں مختلف فنون وعلوم میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں، انہی فنون میں سے ایک فن ہے، جس کو فن اسماء الرجال، یا علم اسماء الرجال کہا جاتا ہے، اس علم یا فن میں احادیث کے روایوں کی تاریخ اور سوانح عمری کا ذکر کیا جاتا ہے، مثلا: راوی کی ولادت، نام ونسب، وطن وقوم، دیانت و تقوی، علم وفضل، ذکاوت وحفظ اور راوی کی قوت وضعف کو بیان کیا جاتا ہے، اس فن میں مختلف زمانوں میں محدثین کرام نے ضخیم ومختصر کتابیں تصنیف کی ہیں، ابتداء میں کتابوں میں نہایت مختصر حالات کا ذکر کیا جاتا تھا، لیکن بعد میں محدثین کرام اور مشائخ نے کثرت سے راویوں کی معلومات لینے کی طرف توجہ کی، اور اس میں کثیر تعداد میں کتابیں لکھی، انہی کتابوں میں سے ایک خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے شہرہ آفاق کتاب "تاریخ بغداد" کا شمار کیا جاتا ہے، اس کتاب میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے بغداد کے مشائخ کے تراجم وسوانح عمری کا ذکر فرمایا ہے، خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا تعارف کیا ہے، ان کی اس کتاب کا تعارف کیا ہے، اس کی اہمیت کیا ہے، اس کا منہج کیا ہے، اور اس کتاب میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کن کن مشائخ کے تراجم کا ذکر کیا ہے، ذیل میں ان شاء اللہ "تاریخ بغداد" کو مد نظر رکھ کر اس کے بارے میں تفصیل ذکر کی جائے گی۔

تعارفِ مصنف:

نام ونسب و مختصر حالات زندگی: آپ کا نام احمد، کنیت ابو بکر اور مشہور لقب خطیب تھا، آپ کا پورا سلسلۂ نسب یوں ہے: ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت الخطیب البغدادی [1]، خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی ولادت 24 جمادی الاخری 392ھ کو بغداد کے قریب اس کے مغرب کی جانب دریائے دجلہ کے کنارے عراق کے شہر درزیجان میں ہوئی [2]، خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے والد چونکہ درزیجان میں خطیب تھے تو اس وجہ سے خطیب لقب ان کے اور ان کے فرزند کے نام کا جزء بن گیا اور یہ خطیب کے نام سے مشہور ہوئے [3]، یاقوت الحموی رحمہ اللہ نے " معجم الادباء " میں ان کے ہم عصر شیخ عبد العزیز بن محمد النخشبی المتوفی 456ھ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ بغداد کی بعض بستیوں میں خطبہ دیا کرتے تھے [4]، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خطیب ہونا ہی ان کی خطیب کے لقب سے مشہور ہونے کا سبب ہے، خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنے وقت کے جلیل القدر علماء ومشائخ سے علم حاصل کیا اور احادیث روایت کی، جن میں سے چند مشہور کے اسم گرامی ذکر کیے جاتے ہیں، آپ نے بغداد میں ابو الحسن بن الصلت الاہوازی، ابو عمر بن مہدی، ابو الحسین بن المتیم، حسین بن الحسن الجوالیقی، ابن رزقویہ، ابن ابی الفوارس، ہلال الحفار، ، ابراہیم بن مخلد الباخرجی وغیرہ سے علم حاصل کیا، اسی طرح بصرہ میں ابو عمر جعفر ہاشمی، علی بن قاسم شاہد، حسن بن علی نیسابوری، اوبوالقاسم عبد الرحمٰن بن محمد السراجی اور قاضی ابو بکر الحیری سے، اصفہان میں ابو لحسن بن عبد کویہ، محمد بن عبد اللہ بن شہریار، اور ابو نعیم الحافظ سے، دینور میں ابو نصر الکسار اور ان کی جماعت سے، ہمدان میں محمد بن عیسی اور ان کی جماعت سے، کوفہ، رئ، دمشق، حرمین شریفین اور ان کے علاوہ مختلف جگہوں میں انہوں نیعلماء ومشائخ سے علم حاصل کیا، ان کے تلامذہ میں وقت کیمشاہیر علماء کرام کا ذکر آتا ہے، اور ان کی تلامذہ اور ان سے روایت کرنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں ان کی اپنے شیخ "البرقانی" بھی شامل ہیں، ان کی مشہور تلامذہ میں سے چند کے نام یہ ہیں: ابو الفضل بن خیرون، نصر المقدسی، فقیہ ابو عبد اللہ الحمیدی، عبد العزیز الکتانی، ابو نصر بن ماکولا، عبد

اللہ بن احمد السمرقندی، مبارک ابن طیوری، محمد بن مرزوق زعفرانی، ابو بکر بن خاضبہ، ابوالنرسی، ابوالقاسم النسیب، وہبۃ اللہ بن الاکفانی، علی بن احمد بن قبیس الغسانی، محمد بن علی بن ابی العلاء المصیصی، ابوالفتح نصر اللہ بن محمد المصیصی، عبدالکریم بن حمزہ، ابو منصور بن خیرون المقریٔ، یوسف بن ایوب ہمدانی اور ان کے علاوہ ایک کثیر تعداد میں لوگوں نے ان سے کسب فیض کیا، خطیب بغدادی رحمہ اللہ فقہاء شافعیہ کے کبار مشائخ میں سے تھے، انہوں نے ابوالحسن بن محاملی اور قاضی ابوالطیب سے فقہ کا علم حاصل کیا[5]۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تحصیل علم کے لیے کئی علاقوں، شہروں اور بستیوں کا سفر کیا اور وہاں کے مشائخ وعلماء سے علم حاصل کیا، انہوں نے صرف بغداد کے شیوخ واساتذہ سے علم حاصل کرنے پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ سابقہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین، تابعین، اور تبع تابعین کی روایت اور طریقہ پر چلتے ہوئے مختلف شہروں کا سفر کیا، چنانچہ بیس سال کی عمر میں انہوں نے بصرہ اور کوفہ کا سفر فرمایا اور وہاں کے شیوخ وعلماء سے علم حاصل کیا، اس کے بعد خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تحصیل علم کے لیے دیگر شہروں کی طرف سفر کا قصد کیا، جن میں نیسابور، ہمدان، رئ، اصفہان، دینور اور دمشق خاص طور پر قابل ذکر ہے، انہوں نے جن علاقوں کی طرف سفر کیا ان میں صور، حلب، طرابلس، حجاز، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی شامل ہیں[6]۔

تصانیف: خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا شمار ان مصنفین میں ہوتا ہے، جن کی تصانیف کی ایک طویل فہرست ہے اور کثیر تعداد میں تصانیف ہیں، ان کی تصانیف کی تعداد کتنی ہے؟ اس کے بارے میں علامہ سمعانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الانساب" میں فرماتے ہیں:

صنف قريبا من مئة مصنف[7]۔

کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے سو کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔

ان کی تصانیف کی تعداد تو زیادہ ہے، لیکن ان میں سے چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

(1) تاریخ مدینۃ السلام (تاریخ بغداد)، (2) الکفایہ فی علم الروایۃ، (3) السابق واللاحق، (4) شرف اصحاب الحدیث، (5) المتفق والمفترق، (6) تلخیص المتشابہ، (7) الفصل والوصل، (8) المکمل فی المھمل، (9) الموضح، (10) التطفیل، (11) الاسماء المبہمۃ، (12) الفقیہ والمتفقہ، (13) الرواۃ عن مالک، (14) تمییز متصل الأسانید، (15) البخلاء، (16) الفنون، (17) کتاب البسملہ، (18) غنیۃ المقتبس فی تمییز الملتبس، (19) من وافقت کنیتہ اسم ابیہ، (20) من حدث ونسی، (21) الحیل، (22) روایۃ الأبناء عن آبائہم، (23) المؤتلف لتکملۃ المؤتلف والمختلف، (24) الرحلۃ، (25) اقتضاء العلم، (26) الاحتجاج بالشافعی، (27) مبہم المراسیل، (28) مقلوب الأسماء، (29) العمل بشاھد ویمین، (30) اسماء المدلسین، (31) تقیید العلم، (32) القول فی النجوم، (33) ماروی الصحابۃ عن التابعین، (34) صلاۃ التسبیح، (35) صوم یوم الشک، (36) اجازۃ المجھول، (37) معجم الرواۃ عن شعبۃ، (38) المؤتلف والمختلف، (39) مسند محمد بن سوقۃ، (40) المسلسلات، (41) الرباعیات، (42) طرق قبض العلم، (43) غسل الجمعۃ[8]۔

وفات: خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا وصال 7 ذی الحجہ 463ھ میں ہوا، ابوالحسین بن مہدی نے نماز جنازہ پڑھائی، اور ان کی خواہش کے مطابق باب حرب میں بشر حافی کے قبر کے پہلو میں دفن کیے گئے، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ[9]۔

تاریخ بغداد کا تعارف واہمیت:

تعارف: "تاریخ بغداد" خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب ہے، اس کتاب کا مکمل نام "تاريخ مدينة السلام واخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من اهلها ووارديها" ہے[10]۔

تاریخ بغداد کے مقدمہ میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ان ابحاث کا ذکر کیا ہے:

- ارض بغداد کا کیا حکم ہے؟ اس کے متعلق علماء وفقہاء کرام کے اقوال کا ذکر کیا ہے۔
- دوسرے حصہ میں شہر بغداد کے حدود اربعہ، اطراف وسرحدات کا ذکر کیا ہے۔
- تیسرے حصہ میں خاص کر ان صحابہ کرام کے تراجم وسوانح کا ذکر کیا ہے، جو بغداد تشریف لائیں ہیں[11]۔

البتہ مقدمہ کے بعد باقی مکمل کتاب اہل بغداد کے تراجم پر مشتمل ہے، گویا اس کتاب کا بنیادی عنصر تراجم ہیں، اہل بغداد سے کون مراد ہیں؟ یا اس کتاب میں کن کے تراجم مذکور ہیں، اس کے متعلق مقدمہ میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے خود ہی مقدمہ میں ذکر کی ہے، جس کی تفصیل کتاب کے منہج میں ذکر کی جاتی ہے۔

صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے حجم اور نفع دونوں کے اعتبار سے ایک عظیم کتاب تصنیف کی ہے، اور اس کے ضخامت کے متعلق فرماتے ہیں:

والذی بخطه کان بی وقف المستنصریة أربعة عیبر مجلدا[12]۔

کہ مستنصریہ کتب خانہ میں اس کتاب کا خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ چودھا جلدوں پر مشتمل تھا۔

اور اب اس کا جدید نسخہ سترہ جلدوں پر مشتمل ہے، جو کہ دکتور بشار عواد معروف صاحب کی تحقیق کے ساتھ بیروت سے چھپا ہے۔

دکتور اکرم ضیاء العمری "موارد الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد" میں "تاریخ بغداد" کے بارے میں فرماتے ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں 7831 تراجم کا تذکرہ کیا ہوا ہے[13]۔

تاریخ بغداد کی اہمیت: "تاریخ بغداد" خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی سب سے ضخیم، عظیم الشان اور شہرہ آفاق کتاب ہے، علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ "وفیات الاعیان" میں فرماتے ہیں:

ولو لم یکن له سوی التاریخ لکفاه[14]۔

کہ اگر خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی اس "تاریخ بغداد" کے علاوہ کوئی اور کتاب نہیں بھی ہوتی، یہی ان کی جلالت شان ومرتبہ کے لیے کافی تھی، اس کتاب سے ان کی علمی تبحر، وسعت مطالعہ اور دقتِ نظر کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے، خطیب بغدادی رحمہ اللہ کو بھی اپنی اس کتاب پر فخر تھا، کیونکہ انہوں نے اس کی مقبولیت کے لیے حجازِ مقدس کے سفر میں دعا مانگی تھی اور وہ قبول بھی ہوگئی تھی اور "تاریخ بغداد" کو حیرت انگیز طور پر مقبولیت کا شرف حاصل ہوا۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ "تاریخ دمشق" میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أن أبا بکر الخطیب کان یذکر أنه لما حج، یشرب من ماء زمزم ثلاث شربات وسأل الله عز وجل ثلاث حاجات۔۔۔۔ فالحاجة الاولی أن یحدث "تاریخ بغداد" ببغداد۔۔۔ فلما عاد الی بغداد حدث بالتاریخ بها[15]۔

"تاریخ بغداد" کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے، کہ ان کے بعد آنے والی تصنیفات میں بعد کے مؤرخین، مصنفین اور کتب تراجم کے مؤلفین میں سے ایک بڑی جماعت نے اس سے اقتباسات واقوال نقل کی ہیں، ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے، لیکن ان میں چند مشہور کا ذکر کیا جاتا ہے، جیسے علی بن ھبۃ اللہ ابن ماکولا نے "الاکمال" میں، عبد الکریم بن محمد السمعانی نے

"الأنساب" میں، ابو یعلی حنبلی نے "طبقات الحنابلہ" میں، علامہ ابن الجوزی نے اپنی کتب "المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم" اور "المصباح المضیء فی إخبار المستقی ء" میں، علامہ یا قوت الحموی نے "معجم البلدان" میں، ابن خلکان نے "وفیات الأعیان" میں، حافظ ذھبی نے اپنی کتب "تذکرۃ الحفاظ"، "میزان الاعتدال" اور "سیر اعلام النبلاء" میں، علامہ تاج الدین سبکی نے "طبقات الشافعیۃ الکبری" میں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تھذیب التھذیب" میں، علامہ جلال الدین سیوطی نے "بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ" میں اور ان کے علاوہ بہت سے مشائخ نے اپنی کتب میں "تاریخ بغداد" سے اقتباسات واقوال نقل کی ہیں، ان جلیل القدر مشائخ کا مختلف زمانوں اس سے اقتباسات واقوال نقل کرنا اس پر اعتماد کی دلیل ہے، جس سے اس کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تاریخ بغداد کا منہج

(1) کتاب کے محتویات: خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس کتاب کے مقدمہ میں تین قسم کی ابحاث کا ذکر کیا ہے، (1) پہلی بحث میں بغداد کی زمین کی شرعی وفقہی حیثیت کو علماء وفقہاء کے اقوال کی روشنی میں بیان کیا ہے، (2) دوسری بحث میں بغداد کے حدود اربعہ، اطراف، سرحدات اور جغرافیائی حیثیت کا ذکر کیا ہے، (3) تیسری بحث میں خاص کر ان صحابہ کرام کے تراجم وحالات ذکر کیے ہیں جو بغداد تشریف لائیں تھے، اس کے بعد باقی کتاب میں ان مشائخ کے تراجم ذکر کیے ہیں جو بغداد تشریف لائیں تھے، یا جن کا بغداد کے ساتھ کسی نہ کسی حد تک تعلق تھا، چنانچہ مقدمۃ الکتاب میں خطیب بغداد رحمہ اللہ تراجم ذکر کرنے کے منہج کے بارے میں فرماتے ہیں:

> وهذه تسمية الخلفاء والاشراف والكبراء والقضاء والفقهاء والمحدثين، والقراء والزهاد والصلحاء والمتأدبين والشعراء من أهل مدينة السلام، الذين ولدوا بها وبسواها من البلدان ونزلوها، وذكر من انتقل منهم عنها ومات ببلدة غيرها، ومن كان بالنواحي القريبة منها ومن قدمها من غير أهلها[16]۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں صرف بغداد کے محدثین کے تراجم کا ذکر نہیں کیا، بلکہ خلفاء، شرفاء، مشائخ، قاضیوں، محدثین، فقہاء، قراء، زہاد، صلحاء، ادباء، اور شعراء، سب کے تراجم کا ذکر کیا ہے، اسی طرح وہ شیوخ جو بغداد میں پیدا ہوئے، جو بغداد کے علاوہ کہیں اور پیدا ہوئے، لیکن شہرِ بغداد میں آکر زندگی گزاری، جو بغداد میں پیدا ہوا لیکن کہیں اور جا کر زندگی بسر کی اور فوت ہوئے، جو بغداد کے قریبی علاقوں کے رہنے والے تھے اور اسی طرح ان حضرات کے تراجم کا بھی ذکر کیا ہے کہ جو اگرچہ اہلِ بغداد میں سے نہیں تھے، لیکن انہوں نے بغداد کا سفر کیا تھا، اور وہاں تشریف لائیں تھے۔

(2) تراجم کی ترتیب باعتبار حروف تہجی: مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں تراجم کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا ہے، اور اس میں مترجم کے نام کے پہلے حرف کا اعتبار کیا ہے، یعنی جس کا نام الف سے شروع ہوتا ہو مثلاً "احمد" تو اس کو مقدم کر کے پہلے ذکر کیا ہے، جیسے کہ کتاب کے مقدمہ میں مصنف رحمہ اللہ نے خود اس بات کی وضاحت فرمائی ہے[17]۔

البتہ اگر کسی ایک حرف سے شروع ہونے والے نام بکثرت ہوں، تو پھر ان میں والد کے نام کے پہلے والے حرف کو بنیاد بناتے ہیں، اور اس کے مستقل عنوان قائم فرماتے ہیں، جیسے:

> ذكر من اسمه محمد، وابتداء اسم أبيه حرف الالف[18]۔

بسا اوقات مصنف رحمہ اللہ نے اجداد کے ناموں کے پہلے والے حرف کا اعتبار کیا ہے، جہاں والد کے ناموں میں بھی

اگر مترجمین بکثرت موافق ہوں، جیسے:

هذا ذكر من اسمه محمد واسم أبيه أحمد جعلت يرتيبهم على حروف المعجم من أوائل أسماء أجدادهم لتقرب معرفته[19]۔

اسی کے ساتھ ساتھ مصنف رحمہ اللہ نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ باب یا عنوان کے تحت آنے والے مترجمین میں اس کو مقدم کیا ہے، کہ جن کی تاریخ وفات سب سے مقدم ہو، اگرچہ بعد والا اس سے عمر میں یا مرتبہ میں افضل ہو، جیسا کہ مقدمہ میں فرماتے ہیں:

وكل من تقدم وفاته بدأت بذكره دون غيره ممن مات بعده، وان كان المتأخر أكبر سنا وأعلى اسنادا[20]۔

جو مشائخ کسی نام سے مشہور نہیں تھے، بلکہ کسی کنیت سے مشہور تھے، تو مصنف رحمہ اللہ ناموں والے مترجمین ذکر کرنے کے بعد بعد آخر میں اس کے لیے ایک الگ مستقل عنوان قائم فرماتے ہیں، اور اس کے تحت کنیت والے مشائخ کے تراجم کا ذکر کرتے ہیں، جیسے:

(باب الكنى) هذا ذكر من عرف كنيته ولم يذكر لنا اسمه أو ذكر على الاختلاف فيه ولم يتضح لنا الصواب فيه[21]۔

لیکن تراجم میں اس ترتیب کے باوجود مصنف نے اپنی کتاب کے تراجم کو ان مشائخ سے شروع کیا جن کے نام "محمد" تھے، حضرت محمد ﷺ کے نام مبارک سے نسبت کے اکرام واعزاز کی وجہ سے، جیسا کہ ان سے قبل بھی اکثر مصنفین کی یہ عادت مبارکہ تھی، چنانچہ مصنف رحمہ اللہ مقدمہ میں فرماتے ہیں:

وبدأت منهم بذكر من اسمه محمد، تبركا برسول الله ﷺ[22]۔

(3) **ترجمہ کے عناصر:** در حقیقت کسی ترجمہ کے عناصر کا دار و مدار تو شیخ سے متعلق موصول ہونے والے معلومات پر ہوتا ہے، اسی اعتبار سے عناصر و تفصیل ذکر کی جاتی ہے، لیکن عام طور پر مصنف رحمہ اللہ نے ترجمہ میں درج ذیل عناصر کا ذکر فرماتے ہیں: جیسے، نام، نسبت، کنیت، اور مشہور نام، اسی طرح شیوخ اساتذہ، اور تلامذہ، اسی طرح ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال، کوئی حدیث، واقعہ، خبر اور اشعار وغیرہ جو اس شیخ سے مروی ہو، اسی طرح تاریخ پیدائش، تاریخ وفات اور موضع وفات، عام طور پر ان عناصر کو مد نظر رکھ کر مصنف رحمہ اللہ ترجمہ ذکر کیا ہے، جیسا کہ پہلے ترجمہ سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے[23]۔

البتہ جن کے بارے میں مذکورہ بالا عناصر کے متعلق معلومات موصول نہ ہوں تو وہاں مصنف رحمہ اللہ موصول شدہ معلومات کی بناء پر عناصر کا ذکر کرتے ہیں، جیسے مصنف رحمہ اللہ نے "محمد بن احمد بن یزید بن منصور ابو الطیب بغدادی" کے ترجمہ میں صرف ان کا نام، نسب اور کنیت ذکر کے ایک ہی شیخ اور ایک ہی شاگرد کا ذکر ہے[24]۔

(4) **تراجم میں طوالت واختصار:** مصنف رحمہ اللہ نے حتی الامکان تراجم میں اختصار کیا ہے، جیسا کہ "محمد بن احمد بن یزید بن منصور ابو الطیب بغدادی" کے ترجمہ سے واضح ہوتا ہے، اور خود بھی خطیب بغدادی رحمہ اللہ طویل الترجمہ شخصیت کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ ہم اس شخصیت کے مناقب و فضائل وغیرہ بیان کرنے میں اختصار کرتے ہیں تاکہ طوالت نہ ہو، جیسے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

قلت: لو استفينا مناقب الشافعي وأخباره لاشتملت على عدة من الاجزاء، لكنا اقتصرنا منها على هذا

المقدار ميلا الى التخفيف وايثارا للاختصار[25]۔

البتہ بسااوقات مصنف رحمہ اللہ نے کسی راوی، شیخ، مترجم، کے بارے میں اختلاف وتفصیل کی وجہ سے اس کے ترجمہ میں طوالت بھی کی ہے، جیسے "حسین بن منصور حلاج"[26] کے ترجمہ میں انہوں نے طوالت اختیار کی ہے، اسی طرح "احمد بن داوود" کے ترجمہ میں طویل بحث فرمائی ہے[27]۔

(5) **تراجم میں تکرار**: اس کتاب میں کئی تراجم میں تکرار بھی آیا ہے، کہ ایک ہی شخصیت کا ترجمہ مکرر ذکر کر دیا گیا ہے، اور اس کی وجہ یا تو اس شخصیت کے نام میں تکرار کا ہونا ہے، جیسے ایک شخص کا نام "یموت بن مزرع" تھا، اس نے اپنا نام تبدیل کر کے محمد رکھ دیا، تو اس کا ترجمہ مکرر آیا ہے، ایک مرتبہ محمد ناموں والوں میں اور دوسری مرتبہ حرف یاء میں[28]۔

اور یا یہ تکرار کسی لفظ کے مختلف تلفظ کے ساتھ پڑھے جانے کی وجہ سے ہے، جیسے: "ازداد" اور "یزداد" چونکہ یہ دونوں طرح پڑھا جاتا تھا، اس وجہ سے ترجمہ میں بھی تکرار آیا ہے، اور مصنف رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت بھی فرمائی ہے[29]۔

(6) **اقوال نقل کرنے میں منہج**: مصنف رحمہ اللہ نے کسی کا قول نقل کرنے میں انتہائی درجہ کا اہتمام فرمایا ہے، اور انتہائی باریک بینی سے کسی کتاب سے کسی کا قول یا اقتباس نقل کیا ہے، چاہے وہ قول یا لفظ یا نام حقیقت میں وہی ہو، یا کچھ اور ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے "احمد بن خطاب التستری" کے ترجمہ میں ایک حدیث کی سند ذکر کی ہے، اس میں فرماتے ہیں:

حدثنا عبد العزىر ىں خالد[30]۔

جبکہ یہ غلط ہے، درست نام عبدالعزیز ابو خالد ہے جیسا کہ ان کے ترجمہ میں مذکور ہے[31]۔

(7) **روایات پر نقد وترجیح کا منہج**: مصنف رحمہ اللہ نے بعض مقامات میں مختلف روایات نقل کر کے ان میں ترجیح بھی قائم کرتے ہیں، اسی طرح سابقہ شیوخ کے اوہام کا ذکر کر کے ان کی تصحیح بھی کرتے ہیں، سابقہ شیوخ یہ اوہام یا تو تاریخ وفات کے متعلق ہوتے ہیں، جیسے محمد بن ابراہیم الانماطی کے تاریخ وفات سے متعلق فرماتے ہیں:

مات أبو جعفر محمد ىں اراهىم مرىع الاىماطى ىى جمادى الاولى سنة ست وىماىىں، ووهم محمد ىں مجلد ىى هذا، اىما ذاک محمد ىں عبد اللّٰه ىں عتاب مرىع مات سنة ست وىماىىں، وأما أبو جعفر هذا، ڡمات قدىما، أخبرىا على ىں محمد السمسار ---- أن محمد ىں اراهىم مرىعا الاىماطى مات ىى سنة ست وخمسىں ومائتىں[32]۔

کہ ابو جعفر انماطی جمادی الاولی 386ھ کو فوت ہوا، اور محمد بن مخلد کو ان کے بارے میں وہم ہوا ہے، کیونکہ وہ محمد بن عبداللہ بن عتاب ہیں جو 286 میں فوت ہوئے ہیں بہر حال جہاں تک ابو جعفر کا تعلق ہے تو وہ ان سے پہلے فوت ہو چکے تھے جیسا کہ علی بن سمسار سے منقول ہے کہ محمد بن ابراہیم مربع انماطی 256 میں فوت ہوئے ہیں۔

یا یہ وہم کسی مترجم کی تاریخ ولادت میں ہوتا ہے، جیسے ابو جعفر عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم ابن بریہ الہاشمی کے ترجمہ میں ہے[33]۔

یا یہ اختلاف یا وہم کسی مترجم کے وطن، یا شہر وغیرہ میں ہوتا ہے، جیسے محمد بن حاتم بن نعیم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

قلت وهذا القول عندى وهم، لانه مروزى[34]۔

(8) **کسی دوسری جگہ کے حوالہ دینے کا منہج**: مصنف رحمہ اللہ بسا اوقات کسی دوسرے مقام کا حوالہ دیتے ہیں، جہاں وہ بات یا کوئی روایت وغیرہ ذکر کی گئی ہو، اسی کتاب میں، جیسے کہ عبد اللہ بن میمون بغدادی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وقد ذكرنا حديثه في باب حمار[35]۔

اور کبھی مصنف رحمہ اللہ اپنی کسی اور کتاب کا حوالہ بھی دیتے ہیں، جیسے اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وقد سقنا الخبر بذلك في كتاب الجامع[36]۔

(9) **احادیث کی تخریج کا منہج**: اگر کسی مترجم سے کوئی حدیث یا واقعہ وغیرہ مروی ہو، تو مصنف رحمہ اللہ اس کی تخریج بھی کرتے ہیں، اور اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں، جیسے خازم ابو محمد الجہبذ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أخبرنا الازهري----- قال حدثنا حازم أبو محمد الجهبذ---- قال رسول الله ﷺ "من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار"[37]۔

(10) **خواتین کے تراجم ذکر کرنے کا منہج**: مصنف رحمہ اللہ نے مرد شیوخ حضرات کے تراجم ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کے آخر میں خواتین حضرات کے تراجم کا بھی ذکر کیا ہے، ان خواتین میں امہات الخلفاء، بنو ہاشم سے تعلق رکھنے والی خواتین، عبادت گزار نیک خواتین اور وہ خواتین جنہوں نے احادیث و تاریخ میں کچھ روایت کیا ہو اور ان کا شہر بغداد کے ساتھ کسی حد تک کچھ تعلق قائم ہوا ہو، ان کے تراجم کا ذکر کیا ہے[38]۔

نتائج البحث:

(1) علماء جرح و تعدیل کے ہاں "تاریخ بغداد" کی بڑی اہمیت ہے، اسی وجہ سے اس سے اقوال و اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

(2) اس کتاب میں ان لوگوں کے تراجم کا ذکر ہے، جن کا کسی نا کسی درجہ میں "بغداد" سے تعلق رہا ہو۔

(3) اس کتاب کے تراجم کو مصنف نے حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، یعنی جس کے نام کا پہلا حرف الف ہو تو اس کو مقدم کیا ہے۔

(4) محمد نام والے تراجم کو سب سے پہلے ذکر کیا "محمد" نام کے اکرام و اعزاز کی وجہ سے۔

(5) ترجمہ کے عناصر میں مترجم کے متعلق موصول ہونے والے معلومات کو بنیاد بنایا ہے۔

(2) تراجم میں عام طور پر اختصار کا اہتمام کیا ہے، لیکن ضرورت کی بناء پر بعض تراجم میں طوالت اختیار کی ہے۔

(7) بعض تراجم کو کسی سبب کی بناء پر مکرر ذکر کیا گیا ہے۔

(8) کسی اور کا قول نقل کرنے میں حد درجہ احتیاط کی گئی ہے، لفظ جیسا پایا گیا ہے، اسی طرح ذکر کیا گیا ہے، اگرچہ سے وہ حقیقت کے برخلاف ہو۔

(9) مصنف نے روایات پر نقد بھی کیا ہے، اور متعارض روایات میں ترجیح بھی قائم کی ہے۔

(10) مصنف نے کسی دوسری کتاب، یا اسی کتاب میں کسی دوسرے ترجمہ کا حوالہ دینے کا منہج بھی اپنایا ہے۔

(11) مترجم سے مروی روایت کو بھی ترجمہ میں سند کے ساتھ کرنے کا اہتمام فرمایا ہے۔

(12) رجال کے تراجم ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ، کتاب کے آخر میں خواتین کے تراجم ذکر کرنے کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

(1) ابن خلکان، احمد بن محمد بن خلکان، وفیات الاعیان، حرف الہمزہ، رقم الترجمہ: 34، ج: 1، ص: 92، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

(2) الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ، رقم الترجمہ: 1015، ج: 3، ص: 221، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

الحموی، یاقوت الحموی، معجم البلدان، بالدال، والراء ومایلیھا، دربیثیۃ، ج: 2، ص: 450، ط: دار صادر، بیروت۔

(3) الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، رقم الترجمہ 1015، ج: 3، ص: 221۔۔ والحموی، معجم البلدان، ج: 2، ص: 92۔

(4) الحموی، یاقوت الحموی، معجم الأدباء، حرف الألف، ج: 1، ص: 390، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

(5) الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، سیر إعلام النبلاء، رقم الترجمۃ: 137، ج: 18، ص: 270، ط: مؤسسۃ الرسالۃ۔ والذھبی، تذکرۃ الحفاظ، رقم الترجمہ: 1015، ج: 3، ص: 222۔

(6) المصدر السابق۔

(7) السمعانی، عبد الکریم بن محمد السمعانی، الأنساب، باب الخاء والطاء، ج: 5، ص: 181، ط: محمد امین دمج، بیروت۔

(8) الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ج: 3، ص: 223، تا 224۔

(9) المصدر السابق، ج: 3، ص: 226۔

(10) معروف، دکتور بشار عواد معروف، مقدمۃ التحقیق تاریخ بغداد، الفصل الثانی، ج: 1، ص: 73، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

(11) الخطیب البغدادی، احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، باب القول فی حکم بلد بغداد، ج: 2، ص: 292، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

(12) حاجی خلیفۃ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون علی إسامی الکتب والفنون، باب التاء، علم التاریخ، ج: 2، ص: 231، ط: مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی، لندن۔

(13) العمری، إکرم ضیاء العمری، موارد الخطیب البغدادی، ص: 89، ط: دار طیبۃ، الریاض۔

(14) ابن خلکان، وفیات الاعیان، رقم الترجمۃ: 34، ج: 1، ص: 92۔

(15) ابن عساکر، علی بن الحسن، تاریخ دمشق، حرف الألف، احمد بن علی، ج: 5، ص: 34، ط: دار الفکر للطباعۃ والنشر۔

(16) الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، ج: 2، ص: 5۔

(17) المصدر السابق، ج: 2، ص: 7۔

(18) المصدر السابق۔

(19) المصدر السابق، ج: 2 ص: 80۔

(20) المصدر السابق، ج: 2، ص: 6۔

(21) المصدر السابق، ج: 16، ص: 529۔

(22) المصدر السابق، ج: 2، ص: 6۔

(23) المصدر السابق، ج: 2، ص: 11، رقم الترجمة: 1۔

(24) المصدر السابق، ج: 2، ص: 247۔

(25) المصدر السابق، ج: 2، ص: 414۔

(26) المصدر السابق، ج: 8، ص: 288۔720۔

(27) المصدر السابق، ج: 5، ص: 233۔252۔

(28) المصدر السابق، ج: 4، ص: 496، رقم الترجمة: 1667، وج: 16، ص: 523، رقم الترجمة: 7637۔

(29) المصدر السابق، ج: 4، ص: 496، رقم الترجمة: 1667م، وج: 7، ص: 517، رقم الترجمة: 3457۔

(30) المصدر السابق، ج: 5، ص: 224۔

(31) المصدر السابق، ج: 12، ص: 203، رقم الترجمة: 5557۔

(32) المصدر السابق، ج: 2، ص: 272م رقم الترجمة: 311۔

(33) المصدر السابق، ج: 11، ص: 63، رقم الترجمة: 4974۔

(34) المصدر السابق، ج: 3، ص: 74، رقم الترجمة: 688۔

(35) المصدر السابق، ج: 11، ص: 420، رقم الترجمة: 5267۔

(36) المصدر السابق، ج: 7، ص: 200، رقم الترجمة: 3230۔

(37) المصدر السابق، ج: 9، ص: 297م رقم الترجمة: 4395۔

(38) المصدر السابق، ج: 16، ص: 616، رقم الترجمة: 7752۔